جناب ضیاء الدین لاہوری

فورٹ ولیم کالج کا ترجمۂ قرآنِ مجید

انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں اردو کے پروفیسر ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی زیر ہدایت ونگرانی اردو تراجم کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا گیا اس میں انجیل اور قرآن مجید کے تراجم بھی شامل تھے۔ اردو کو اس زمانے میں ریختہ، ہندی یا ہندوستانی پکارا جاتا تھا، لہٰذا ان تراجم کے دیباچوں میں اردو کو ان ہی ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ انجیل کا ترجمہ مرزا محمد فطرت لکھنوی نے کیا اور اس کی اشاعت بھی عمل میں آگئی۔ لیکن قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہو جانے کے باوجود صرف ۷۶ صفحات کی طباعت تک محدود رہا۔ یہ حصہ ۱۸۰۴ء میں طبع ہوا مگر ۱۸۰۷ء میں گورنر جنرل باجلاس کونسل کے احکام کے تحت بقیہ ترجمے کی اشاعت روک دی گئی اور تمام مطبوعہ نسخے حکومت کے حوالے کر دیئے گئے جنھیں غالباً تلف کر دیا گیا۔

قرآن مجید کے ترجمے کا کام ۱۸۰۳ء میں شروع کیا گیا۔ سید محمد مؤلف ارباب نثر اردو لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر گل کرسٹ نے اس خیال سے کہ اردو لٹریچر کے مطالعہ میں اکثر قرآن شریف کی تلمیحات نظر سے گزرتی ہیں اور ان سے لطف اندوز ہونے کے لیے قرآن شریف سے واقف ہونا ضروری ہے، کالج کی جانب سے اس کے بھی اردو ترجمہ کا اہتمام کیا۔"[1]

شروع میں میر بہادر علی حسینی، مولوی امانت اللہ اور مرزا کاظم علی جوان کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ بعد میں مولوی فضل اللہ بھی ان میں شامل کر دیئے گئے۔ میر بہادر علی، سید عبداللہ کاظم کے فرزند تھے جن کی حسن سعی و اہتمام سے حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کا اردو ترجمہ قرآن مجید (موضح القرآن) پہلی بار شائع ہوا تھا[2]۔ مولوی امانت علی عربی و فارسی کے عالم تھے۔ اسلامی معتقدات پر ان کی ایک کتاب ہدایت الاسلام کالج کی جانب سے شائع ہوئی اور ڈاکٹر گل کرسٹ نے خود اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا[3]۔

---

[1] ارباب نثر اردو مؤلفہ مولوی سید محمد، مطبوعہ ۱۹۵۰ء مکتبہ معین الادب لاہور، ص ۲۶۔

[2] ایضاً، ص ۱۱۱

[3] ایضاً، ص ۱۵۵

ترجمۂ قرآن کے ۵۶ صفحات پہلے ہی سال میں طبع ہو گئے۔ ترجمے کا کام جاری تھا کہ ڈاکٹر گل کرسٹ کو اس سے اگلے سال خرابیٔ صحت کی بنا پر اپنے عہدے سے سبک دوش ہونا پڑا۔ ترجمے کی تکمیل پر مرزا کاظم علی جوان نے جو دیباچہ تحریر کیا ہے (اور جس کے اہم اقتباسات تفصیلاً آگے درج ہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دوران میں مولوی امانت اللہ اور مولوی فضل اللہ کے درمیان کچھ تنازع چلا جس کے باعث اول الذکر کی جگہ حافظ غوث علی مقرر کیے گئے۔ ڈاکٹر گل کرسٹ کے بعد ان کے جانشین کیپٹن جیمز مونٹ نے بھی اس کام کو جاری رکھا، مگر اکیسویں پارے کے بعد ان کی ہدایت پر ترجمے کے لیے صرف مولوی فضل اللہ باقی رکھے گئے اور زبان کے محاورات کی درستی مرزا کاظم علی جوان کے سپرد کی گئی۔ بالآ ترجمہ اختتام کو پہنچا لیکن کالج کونسل نے اس کی طباعت پر اعتراض کیا بلکہ مطبوعہ نسخے سے بھی لاتعلقی کا اظہ کر دیا۔ محمد عتیق صدیقی مؤلف "گل کرسٹ اور اس کا عہد" نیشنل آرکائیوز آف انڈیا نئی دہلی میں "ایسٹ انڈیا کمپنی ریکارڈز کی تاریخی دستاویزات متعلقہ فورٹ ولیم کالج" کے حوالوں سے یہ تمام کارروائی منظر پر لائے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"گل کرسٹ نے ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت ہندوستانی پریس کا اور اپنے تمام معاملات کا مختار ڈاکٹر ہنٹر کو مقرر کیا تھا۔ انھوں نے مارچ ۱۸۰۷ء کے اوائل میں ایک خط کے ساتھ ان کتابوں کی تفصیلی فہرست کالج کونسل کے سامنے پیش کی جو ۱۸۰۴ء میں گل کرسٹ کی روانگی کے وقت زیر طبع تھیں۔ اس فہرست میں قرآن کے ترجمے کا حسب ذیل ذکر بھی موجود ہے:

"قرآن، حجم ۵۰۰ صفحات، ۳۰ پارے، ۵۶ صفحات چھپ چکے ہیں"[۲]

ڈاکٹر ہنٹر کا یہ خط گورنر جنرل باجلاس کونسل کے ملاحظہ اور فیصلے کے لیے بھیجا گیا تو کالج کونسل نے ترجمۂ قرآن کی بابت یہ نوٹ اضافہ کیا کہ:

"کالج کونسل نے قرآن کے ترجمے کے لیے نہ تو کوئی تجویز ہی منظور کی تھی اور نہ اس کام کی ہمت افزائی کی اور نہ گل کرسٹ کو دلائی تھی، اس لیے کالج کونسل کا خیال ہے کہ اس سلسلے میں مسٹر گل کرسٹ کسی معاوضے کے مستحق نہیں ہیں۔ لیکن گورنر جنرل اس ترجمے کی اشاعت کو قابل اعتراض سمجھ کر اس کی طباعت کی مخالفت اگر

---

[۲] گل کرسٹ اور اس کا عہد مؤلفہ محمد عتیق صدیقی مطبوعہ ۱۹۶۰ء انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ، ص

سمجھیں تو اس حالت میں یہ قرینِ انصاف ہوگا کہ اس چھوٹے سے حصے کی طباعت پر جو رقم گل کرسٹ نے صرف کی ہے وہ ان کو ادا کی جائے۔"[۵۵]

گورنر جنرل نے اپنے محررہ ۱۹ مارچ ۱۸۰۷ء میں لکھا کہ :

"گورنر جنرل باجلاس کونسل قرآن کے ترجمے کی اشاعت کو، جسے گل کرسٹ نے تیار کرایا تھا، قابلِ اعتراض سمجھتے تھے، لیکن یہ تجویز گورنر جنرل باجلاس کونسل کو منظور ہے کہ اس کام کے سلسلے میں گل کرسٹ کو جو زیر باری ہوئی ہے اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے۔"[۵۶]

بالآخر ڈاکٹر ہنٹر کو کالج کونسل کی طرف سے یہ ہدایت کی گئی کہ ترجمۂ قرآن کے جو صفحات چھپ چکے ہیں ان کے تمام مطبوعہ نسخے سیکرٹری گورنمنٹ کے حوالے کر دیجیے اور ساتھ ہی یہ اقرار نامہ بھی داخل کیجیے کہ آپ نے یا ناشر نے اس کا کوئی نسخہ پاس نہیں رکھا ہے۔[۵۷]

محمد عتیق صدیقی نے اپنی تالیف کے آخر میں ضمیمے کے طور پر مذکورہ ترجمۂ قرآن کے مخطوطے سے مرزا کاظم علی جوان کے لکھے ہوئے دیباچے کے اہم اقتباسات تفصیلاً درج کیے ہیں جو بہت معلومات افزا ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے :

احوال ترجمۂ قرآن شریف ! "رمضان کی نویں تاریخ سن بارہ سے انیس ہجری[۵۸]۔۔۔ قرآن شریف کا ترجمہ زبانِ ریختہ میں تمام ہوا۔ شروع اس کی حسب الحکم صاحب عالی شان جان گل کرسٹ صاحب دام اقبالہٗ کے ذی الحج میں کہ سن بارہ سے سترہ تھے[۵۹] ہوئی تھی۔ مولوی امانت اللہ صاحب اور سید بہادر علی صاحب میر منشی اور احقر ترجمے اور

---

[۵۵] ایضاً [۵۶] ایضاً

[۵۷] ایضاً، ص ۱۸۰

[۵۸] ۹ رمضان ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۰۴ء۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف گل کرسٹ اور اس کا عہد" کو یہاں پر مخطوطے سے نقل میں کچھ سہو ہوئی ہے۔ دیباچے میں اس سے آگے مذکور ہے کہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۱۹ھ کو، جب ڈاکٹر گل کرسٹ عازمِ ولایت ہوئے، ترجمے کا کام جاری تھا اور ان کے بعد بھی کافی عرصہ جاری رہا؛ لہٰذا اس تاریخ سے پہلے اختتام کیوں کر ہو سکتا ہے، غالباً یہ سن اکیس ہوگا جو انیس نقل ہو گیا۔ اس حساب سے یہ تاریخ ۹ رمضان ۱۲۲۱ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۸۰۶ء بنتی ہے جو قرینِ قیاس بھی ہے کہ ترجمے کی طباعت روکنے کی کارروائی اس سے تین چار ماہ بعد ہوئی۔

[۵۹] ذی الحج ۱۲۱۷ھ مطابق اپریل ۱۸۰۳ء

محاورے کے لیے مقرر تھے۔ بعد چندے مولوی فضل اللہ صاحب کو بھی ارشاد ہوا، تم بھی شریک ہو کہ بدون دو مولویوں کے یہ امر عظیم ترجمے کا بخوبی سرانجام نہ ہو سکے گا، چنانچہ نام ان کا شروع میں مندرج ہے۔ پانچ چھ سیپارے جب ترجمہ ہوئے، ایسی کچھ نزاع لفظی ان دونوں صاحبوں کے درمیان آئی کہ ان میں سے مولوی فضل اللہ رہے اور دوسرے صاحب کے عوض حافظ غوث علی صاحب مقرر ہوئے۔ یہ دونوں صاحب بدستور ترجمہ کرتے تھے۔ جب صاحب مدرج ذی قعدہ کی دسویں تاریخ سن بارہ سے انیس[۱۰] میں ولایت کو تشریف لے گئے اور اصالتاً مدرسی کپتان ماوٹ صاحب دام حشمتہ کو حضور پر نور سے[۱۱] مقرر ہوئی، اسی طور سے موافق ان کے ارشاد کے کام ترجمے کا جاری رہا، چنانچہ اس عرصے میں اکیس سیپارے ہوئے کہ صاحب عالی شان نے بندے کو فرمایا، مولویوں میں سے ایک مولوی ترجمہ کرے اور تو ہی محاورے کی درستی میں رہ۔ قبول کرکے مولوی فضل اللہ صاحب ترجمہ کرتے رہے، میں محاورہ کرتا رہا۔ اب حق سبحانہٗ تعالیٰ کے تفضلات سے وہ کام اختتام کو پہنچا، مگر نظر ثانی باقی ہے جس طرح ارشاد ہوگا عمل میں آوے گا۔ لیکن وے لوگ جو ہمیشہ تصنیف و تالیف اور ترجمہ کرتے ہیں، ان کی خدمت میں التماس ہے کہ مہربانی سے نگاہ کریں۔ قرآن شریف کہ کلام الٰہی ہے اور فصاحت و بلاغت ایسی کہ چشم و گوش فلک نے بھی نہ دیکھی نہ سنی اور جس عصر میں کہ اس کا نزول ہوا ہے کیسے کیسے اہلِ فصاحت عربستان میں تھے، اس کی عبارت جو سراسر صفتوں سے بھری ہے اور تمام مسجع و مقفیٰ ہے، نگاہ کرکے حیران تھے۔ الحق کہ کہاں کلام خالق کا اور کہاں زبان مخلوق کی۔ پس جو جو صنائع و بدائع اس میں ہیں من و عن اس کا ترجمہ کس سے ہو سکتا، مگر فارسی کے ترجمے اور تفسیروں سے جس لفظ کے جو معنی مترجموں اور مفسروں نے لکھے ہیں زبانِ ریختہ میں ان کے موافق لکھنے میں آیا ہے۔ تفسیر بیضاوی اور مدارک و جلالین یہ تین عربی تفسیریں، بحرِ مواج اور تفسیر حسینی کہ یہ دو فارسی ہیں، ان سے ترجمہ کیا ہے۔ جہاں کہیں جو کچھ اختلاف سمجھے ان پانچوں تفسیروں کو دیکھ لے، ایک نہ ایک میں موافق پائی جائے گی اور کہیں کہیں جو الفاظ ماضی و حال و استقبال کے ہیں اور مفسروں نے ماضی کو حال اور حال کو استقبال کیا ہے، یہاں بھی اسی طریق کی پیروی ہوئی ہے، مگر جہاں کہیں زمانے کی مطابقت سے ہندی عبارت کے مطلب میں خلاف نظر آیا چار و ناچار بطور محاورے کے رہنے دیا۔ اور اگرچہ لفظ کے ترجمے کی رعایت سراسر رکھی ہے پر کہیں کہیں اصل مطلب

---

[۱۰] ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۸۰۵ء

[۱۱] لارڈ ولزلی گورنر جنرل ہندوستان

لیا ہے کیوں کہ لفظ کی مطابقت سے معنوں کا فوت ہونا قباحتِ عظیم ہے، اس لیے اسی بات کو ترجیح دی۔ بہر نوع مطلب نہیں چھوڑا، اسی لیے محاورے کو چنداں دخل نہیں دیا کیوں کہ عبارت کا ڈھب روزمرے کی بول چال سے اور ہے۔ حروفِ مقطعات کا ترجمہ جو بالاتفاق نہ پایا نہ کیا اور مفعول مطلق ہندی میں شاذ و نادر ہی کہیں رہ سکا تو رکھا ورنہ یا یا چھوڑ دیا، یا لفظِ تاکید زیادہ کیا کہ اسی سے تاکید فرض ہے۔ اور عربی میں التفات بہت سا ہے اور ہندی میں کم لیکن وہ قاعدہ ہند دیا کہ بہت تکرار ہے۔ واوِ عاطفہ اور حرف "ف" اور وہ الفاظ کہ معنی میں تحقیق کے آتے ہیں قرآن شریف میں بہت ہیں اور زبانِ عربی میں بہت فصاحت رکھتے ہیں۔ ہندی میں گو کہ ان کی کثرت محاورے کی رو سے اس قدر نہیں لیکن ترک کرنا ان کا جائز نہ دیکھا۔ اس سبب سے جس طرح پہلے الیں ... آئے ترجمہ کیا اور کلام اللہ قلیل العبارت اور کثیر المعنی ہے۔ جتنے اہلِ اسلام کے فرقے ہیں سب کے دین و ایمان کی بنا اسی سے ہے۔ استناد کرکے ہر ایک اپنا اصلِ اصول یہیں سے درست کرتا ہے اور شانِ نزول ہر آیت کی ہے، اگر لکھنے میں آتی تو بہت طویل ہو جاتی، اگرچہ بعض جگہ چاہا تھا کہ کچھ بیان کیجیے۔ پہلے جس صاحبِ ممدوح کی فرمائش تھی انھوں نے ارشاد کیا تھا کہ ترجمہ کلام اللہ کا اگرچہ ہندی زبان میں ہے، ہند کے لوگ بخوبی سمجھیں گے، تاہم جب تک معلومات بہ وجوہِ احسن نہ ہوگی کیوں کر مطلب کو پہنچیں گے۔ ہر ایک غبی کو کب یہ استعداد ہے کہ کتاب کی عبارت کا بیان، گو کہ اسی کی زبان میں ہو، کر سکے۔ یہ اہلِ فہم و ذکا کے لیے ہے کہ اگر آپ کماحقہٗ نہ سمجھ سکے کسی صاحبِ استعداد سے دریافت کر لے۔ یقین ہے کہ سہج سہج کتابیں کہ اس عصر میں عربی و فارسی سے ہندی میں ہوئی ہیں اور ان کے مطلب جس طرح چاہیے ہر ایک بیان نہیں کر سکتا، یہ تو کلام اللہ کا ترجمہ ہے، اس کو ہر ایک اس طرح سے کیوں کر سمجھے کہ محتاج کسی استاد کے پوچھنے کا نہ ہوگا۔ جہاں کہیں کہ عالم فاضل جس عبارت کو بہ خوبی سمجھتے ہیں اور جنھوں کو استعداد کم ہے، وے اس کی دریافت سے عاجز ہیں، ان کی آسانی کے لیے بہ طور حاشیہ کے ایک خط عرضی کرکے مطلب کو بڑھا دیا ہے تا اس نشان سے معلوم ہو کہ یہ ترجمے سے جز زیادہ ہے ہندی زبان کے ربط کے لیے بڑھا دیا ہے۔ پر یہ اپنی طرف سے تصرف نہیں کیا، تفسیروں کی رو سے ہے اور شروع ترجمے میں خلقت نے اس بات میں بہت سی شورش کی تھی کہ بنا اس ترجمے کی جو ہوتی ہے نہایت دین و آئین سے برخلاف ہے کہ قرآن شریف کا ترجمہ ہندی زبان میں ہوتا ہے۔ آخر ش جو اہلِ فہم و فراست تھے انھوں نے جواب دیا کہ اگر فارسی ترجمہ ہوا ہے تو ہندی میں کیا کفر ہے۔ غرض فضلِ الٰہی سے وہ آغاز انجام کو پہنچا۔ پہلے اصلاح و مشورت یہ بات سی ہوئی کہ ایک صفحے پر کلام اللہ لکھا جائے اور اس کے

قابل دوسرے صفحے پر یہ ترجمہ ثبت ہوا مگر صحت اعراب کے لیے یہ امر موقوف رکھا کہ ہرگاہ کتابت میں باوجود زار دار مقابلوں کے غلطی اعراب کی رہتی ہے، اس کا تو منظور چھاپا ہے کیوں کر غلطی نہ رہے گی۔

کاظم علی جوان نے یہ خاتمہ موافق ارشاد صاحب ممدوح کے لکھا ہے اور جو کچھ آغاز سے انجام تلک حقیقت گزری ہوے سب اس میں مندرج ہے۔"[۱۲]

محمد عتیق صدیقی نے یہ نہیں بتایا کہ مخطوطے کی یہ نقل کہاں سے حاصل کی گئی، البتہ اس کے حصول سے پیشتر جب کہ وہ اپنی تالیف مکمل کر چکے تھے، انھوں نے لکھا تھا کہ:

"نصیر الدین ہاشمی کی روایت کے مطابق جو انھوں نے مجھ سے بیان کی تھی، اس ترجمے کا ایک مخطوطہ سالار جنگ میوزیم (حیدر آباد) میں محفوظ ہے۔"[۱۳]

اس سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ اسے مذکورہ میوزیم سے حاصل کیا گیا ہے۔

جیسا کہ "احوال ترجمۂ قرآن شریف" سے پتا چلتا ہے کہ مولوی فضل اللہ سے کسی تنازعے کے باعث مولوی امانت علی ایک مرحلے پر اس کام سے سبک دوش ہو گئے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں انھوں نے اپنے طور پر قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا۔ مؤلف ارباب نثر اردو نے بمبئی کے کسی قدیم کتب خانے سے مولوی امانت علی کا ایک مطبوعہ ترجمہ دست یاب ہونے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس نسخے کے کوائف تو درج نہیں کیے، البتہ اس کے متن کا ایک نمونہ اپنی تالیف میں شامل کیا ہے۔ یہ سورہ ہود کی آیت ۶ تا آیت ۱۱ کا ترجمہ ہے جو ہو بہو نقل کیا جاتا ہے۔

"اور نہیں کوئی چلنے پھرنے والا زمین میں، مگر خدا ہی پر ہے اس کی روزی اور جانتا ہے وہ اس کے ٹھہراؤ کو اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو۔ سب کچھ روشن کتاب میں ہے، اور وہی تو وہ خدا ہے جس نے بنا ڈالا آسمان کو اور زمین کو چھ دن میں، اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ آزمائے ہمیں کہ کون ہے تم میں سے بہتر چال چلن کی راہ سے اور اگر کہتا ہے تو کہ ضرور، تم اٹھائے جاؤ گے مرنے کے بعد تو کہنے لگتے ہیں وہ لوگ کہ جو کافر ہو گئے کہ نہیں ہے یہ مگر صریح جادو۔ اور اگر دیر لگا دیں ہم ان سے عذاب میں گنتی کے زمانے تک، کہنے لگے ہیں کہ کس نے روک رکھا اسے۔ آگاہ ہو کہ

۱۲؎ گل کرسٹ اور اس کا عہد، ص ۳۱۰ تا ۳۱۲

۱۳؎ ایضاً، ص ۱۹۵

فورٹ ولیم کالج کا ترجمۂ قرآن مجید

جس دن آپڑے گا وہ ان پر تو نہ ہٹایا جائے گا ان سے اور گھیر لے گا انھیں وہی عذاب کہ جس پر ہمیشہ وہ ٹھٹھے لگایا کرتے۔ اور جو چکھا دیتے ہیں ہم آدمی کو اپنی رحمت کا، پھر چھین لیتے ہیں اس سے تو ضرور وہ بڑا ناشکر ہو جاتا اور اگر چکھا دیتے ہیں ہم ان سے نعمتیں ضرروں کے بعد، وہ ضرر کہ پہنچ جاتے ہیں اسے تو کہنے لگتا ہے کہ گئیں مجھ سے سب برائیاں مجھ سے اور ضرور وہ بہت مگن اور بڑا ہوتا ہے مگر یہی لوگ کہ جو جھیل جاتے ہیں اور کرتے ہیں جو کیے کام تو انھیں کے لیے تو بخشش اور بہت کھری مزدوری ہے[۱۳]

فورٹ ولیم کالج کا ۵۷ صفحات کا مطبوعہ نسخہ ترجمۂ قرآن انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے کا نمبر 4 F . 4 . 306 ہے۔ میں نے اس سے چند اقتباسات نقل کیے جنھیں ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں صفحۂ اول کا آغاز یوں ہوتا ہے:

الله المستعان

صراط مستقیم

اس کے شروع کی تاریخ موافق سنہ ہجری کے تمام اس مصرع سے نکلتی ہے۔

صراط المستقیم الحق هی بالسکل

۱۲۱۸

ترجمہ قرآن مجید کا ہند کے اہل اسلام کی خاطر

سلطنت میں ظل سبحانی شاہ عالم بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہٗ اور حکومت میں زبدۂ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئیس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہٗ کی حسب الحکم صاحب والا عالی شان مدرس تعریف ہندوستانی جان گل کرسٹ صاحب دام حشمتہٗ کے، کیا ہوا میر بہادر علی حسینی اور مولوی امانت اللہ اور مولوی فضل اللہ اور مرزا کاظم علی جوان کا جو متعلق مدرسہ جدید سرکار دولت مدار کمپنی انگریز بہادر دام اقبالہٗ کے ہیں۔

قرآن مجید فی لوح محفوظ

قرآن شریف (لکھا ہوا) ہے لوح محفوظ میں

---

۱۳ ارباب نثر اردو، ص ۱۵۶، ۱۵۷

۱۲۱۸ ہجری مطابق ۱۸۰۳ عیسوی ہندوستانی چھاپے خانے میں چھاپا کیا ہوا منشی مہتاب دین کا۔

جو عبارت خطِ نستعلیق سے درمیان ان دونوں نشانوں کے ہے [ ] سو حاشیہ، اور آیت وغیرہ کی علامت یہ گول حرف میم آیت ۵، اور جس میں لُک ہے وہ آیت کا ہ، اور عین آیت مطلق ع، اور مطلق فقط طوئے ط، جائز ایک جیم ہے ج۔

اس کے بعد سورہ فاتحہ کا تذکرہ کر کے اگلے صفحے سے باقاعدہ ترجمہ شروع کر دیا گیا ہے۔

سورہ فاتحہ مکے مدینے؎ میں نازل ہوا سات آیت کا ہے۔

خدا کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت دینے والا ہے۔

ہر تعریف خدا کے لیے ہے کہ (وہ) مالک سب کا ہے بخشنے یا مدد کی دینے والا ۵ خاوند روز قیامت کا ہے ع ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ع دکھا ہم کو سیدھی راہ ۵ ان کی راہ کہ جن کو تو نے نعمت دی ۵ سوا ان کی جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی ۵

صفحہ ۴۳ سے سورہ آل عمران کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے ایک رکوع کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

خدا [ہی معبود ہے] نہیں کوئی معبود مگر وہ زندہ [و] ہمیشہ ہے ۵ تجھ پہ سچ کتاب بھیجی۔ سچ کرنے والی اس کی جو اس سے پیشتر ہے اور بھیجی توریت و انجیل ۵ اس سے آگے آدمیوں کے لیے ہدایت ہے اور نازل کیا اُسے جو جدا کرنے والا [حق و باطل کا ہے] تحقیق جنھوں نے نہ مانا خدا کی آیتوں کو ان کے لیے سخت عذاب کرنے والا ہے ۵ بے شک خدا سے کوئی چیز زمین میں چھپی نہیں اور نہ آسمان میں ع وہ ایسا ہے کہ تمھاری صورتیں رحموں میں بناتا ہے جیسے چاہتا ہے ط نہیں ہے کوئی خدا مگر وہ غالب دانا ۵ وہ وہ ہے کہ بھیجی ہے تجھے کتاب، بعضی اس میں سے محکم آیتیں ہیں [یعنی جن کے معنے ظاہر ہوں] وے کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں [یعنی جن کے معنی چھپے ہوں] لیکن جنھوں کے دلوں میں کجی ہے تو فتنہ جوئی سے اور معنے بنانے کے لیے پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو اس میں سے متشابہ ہے ج بیان اس کا کوئی نہیں جانتا مگر خدا، اور جو علم میں پورے ہیں کہتے ہیں کہ اس پر ہم ایمان لائے۔ سبھی ہمارے پروردگار کے یہاں سے ہے ج نصیحت نہیں مانتے مگر عقل مند ۵ پروردگار ہمارے، اس کے بعد کہ تو نے ہمیں راہ دکھائی ہمارے دلوں کو مت پھیر اور ہم کو اپنے یہاں سے توفیق دے ج بے شک تو ہی بڑا بخشش کرنے والا ہے ۵

؎ جائے نزول اسی طرح "مکے مدینے" درج ہے۔ درست مکہ ہے۔

رب ہمارے، تحقیق تو آدمیوں کا جمع کرنے والا ہے ایک دن [حساب] کے لیے کہ اس میں کچھ شک نہیں ط بے شبہ خدا وعدوں کو خلاف نہیں کرتا ٥

صفحہ ۵۳ سے چوتھے پارے کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے پہلے رکوع کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ہرگز نیکی نہ پاؤگے جب تک اس چیز سے کہ جسے چاہتے ہو خیرات (نہ) کروگے ٥ اور کسی چیز سے جو خرچ کرو تو بے شبہ خدا اس کا جاننے والا ہے ٥ بنی اسرائیل کے لیے تمام کھانے حلال تھے مگر اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام کیا توریت کے نازل کیے جانے کے آگے ط کہہ بس لاؤ توریت کو، پھر اسے پڑھو اگر تم سچے ہو ٥ پھر جو اس کے پیچھے خدا پر جھوٹ افترا کریں تو وے ہی گنہ گار ہیں ٥ کہہ خدا نے سچ کہا۔ پس ملتِ ابراہیم کی پیروی کرو کہ راہ راست ہے ط اور وہ مشرکوں سے نہ تھا ٥ تحقیق پہلا گھر جو بنایا گیا ہے آدمیوں کے لیے وہ جو بکے میں تھا (یعنی کعبے میں) برکت دیا گیا اور راہ دکھانے والا تمام عالم کا ہے ٥ اس میں ظاہر دلیلیں ہیں (اُن میں سے ایک) مقام ابراہیم کا ہے ٥ اور جو کہ اس میں داخل ہوا امن پانے والا ہو ط اور خدا کے لیے آدمیوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو کہ اس کی راہ میں قدرت رکھے ط اور جو انکار کرے پس تحقیق خدا تمام عالم سے بے نیاز ہے ٥ کہہ تو اے اہلِ کتاب خدا کی آیتوں سے کیوں منکر ہوتے ہو اور خدا گواہ اس چیز پہ ہے جو تم کرتے ہو ٥ کہہ کہ اے صاحب کتاب، خدا کی راہ سے اسے کیوں باز رکھتے ہو جو ایمان لایا تم اس کے لیے کجی چاہتے ہو اور تم گواہ ہو (کہ یہ سیدھی راہ ہے) ط اور جو تم کرتے ہو خدا اس سے غافل نہیں ٥ اے مومنو، اگر اطاعت کرو ایک فریق کی ان میں سے جنھیں کتاب دی گئی تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں کافر کر پھیریں اور کیوں کر کافر ہوتے ہو حال آں کہ تم [دے] ہو کہ خدا کی آیتیں تمھارے آگے پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول تم میں ہے ط اور جو کہ خدا کے [دین کو] مضبوط پکڑے تو بے شبہ سیدھی راہ کی طرف ہدایت کیا جائے۔

آخری صفحہ ۵۷ کی آخری سطریں، جو سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۱۹ کا نامکمل ترجمہ ہیں، درج ذیل ہیں:

اور جب تمھیں دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں خلوت کرتے ہیں تم پر غصے سے انگلیاں چباتے ہیں ط کہہ.. تقریباً تین پاروں اور ایک پاؤ کا یہ ترجمہ عربی متن کے بغیر خط نسخ میں لکھا ہوا ہے البتہ حواشی متن کے درمیان خطوط وحدانی کے اندر خط نستعلیق میں کتابت کیے گئے ہیں۔ اردو حرف "گ" کو "ک" کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ نسخے پر الیسٹ انڈیا لائبریری کی مہر لگی ہوئی ہے باقی قابلِ ذکر باتیں صفحہ اوّل پر درج ہیں جس کی نقل آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ گل کرسٹ نے شاید اس خدشے کے تحت کہ ترجمے کا کام مکمل ہونے کے بعد اس کی اشاعت کو قابلِ اعتراض سمجھا

نامنظور کر دیا جائے، ترجمہ اور طباعت کا ساتھ ساتھ انتظام کیا جائے کہ جس قدر ترجمہ ہو چھاپ دیا جائے۔
اگر وہ کالج میں موجود رہتے تو شاید اس کے کچھ اور حصے طبع ہو جاتے۔

مطالعۂ قرآن

مولانا محمد حنیف ندوی

اس کتاب میں مولانا ندوی نے قرآن سے متعلق ان تمام مباحث و مسائل پر محققانہ اظہارِ خیال کیا ہے، جن سے نہ صرف قرآن فہمی میں خصوصیت سے مدد ملتی ہے، بلکہ اس کتابِ ہدیٰ کی عظمت بھی نکھر کر فکر و نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ مزید برآں اس سے قرآن کے علوم و معارف اور دعوت و اسلوب کی معجزنما اداؤں پر بھی تفصیل سے روشنی پڑتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا نے زرکشی کی البرہان اور سیوطی کی الاتقان کے ان تمام جواہر ریزوں کو اپنے مخصوص شگفتہ اور حکیمانہ انداز میں جمع کر دیا ہے اور مستشرقین کے اٹھائے ہوئے ان اعتراضات کا تسلی بخش جواب بھی دیا ہے، جو قلب و ذہن میں شکوک و شبہات ابھارنے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ غرض اسے قرآنی فکر و تصور کے بارے میں ایسا انسائیکلوپیڈیا کہنا چاہیے جس میں وہ ساری بحثیں اور مضامین سمٹ آئے ہیں جن کی دورِ حاضر کو ضرورت ہے۔

صفحات ۸+۳۱۰ قیمت ــ ۲۵ روپے

مقامِ سنت : مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی

وحی کیا ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ حدیث کا کیا مقام ہے؟ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے؟ اتباع حدیث کا ضروری ہے یا سنت کا؟ مسائل حدیثیں کہاں تک ردوبدل کیا جا سکتا ہے؟ اور اطاعتِ رسول کا کیا مطلب ہے؟ یہ تمام اہم مسائل اس کتاب میں بڑے سلجھے ہوئے انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

صفحات ۱۴۶ قیمت ــ ۴ روپے

ملنے کا پتا : ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور